تار کا پتہ "الفضل" قادیان بٹالہ

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۵

THE ALFAZL QADIAN

قیمت فی پرچہ ۱ آنہ

قیمت سالانہ پیشگی

بیرون ہند

اخبار الفضل قادیان

ہفتہ میں دو بار

ایڈیٹر غلام نبی

نمبر ۸۱ | مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۲۴ء یوم سہ شنبہ | مطابق ۱۰ رمضان ۱۳۴۲ ہجری | جلد ۱۱

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی طبیعت اچھی ہے۔ حضور نے خطبہ جمعہ (۱۱ اپریل) روزوں کی فضیلت پر فرمایا۔

سردار خزان سنگھ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی اور دوسرے بہت سے اصحاب کی دعوت کی۔

ڈاکخانہ قادیان کے کلرک بابو گوری شنکر صاحب نے ۱۱ تاریخ بعد نماز عصر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ حضور نے ان کا نام مبارک احمد رکھا۔ خدا تعالےٰ استقامت بخشے۔ اور ان کے اخلاص و محبت میں ترقی دے۔ بابو صاحب ایک سعید الفطرت نوجوان ہیں *

انگلستان میں تبلیغ احمدیت

(از مولوی عبدالرحیم صاحب نیر مبلغ اسلام مقیم لنڈن)

مصری قائمقام

جمہوریہ ٹرکی و حکومت آزاد مصر کے قائم مقام حال ہی میں لنڈن پہونچے ہیں۔ ہر دو کی آمد پر شہزادہ امن مسیح موعودؑ کے قائم مقام کی طرف سے خوش آمدید کے پیغامات برقی دیئے گئے اور ان کے برقی جوابات بھی موصول ہوئے چونکہ سیاسیات سے علیحدہ رہنا سلسلہ کی پالیسی ہے۔ اس لئے کسی سیاسی ایڈریس کی بجائے امام مصری لیگیشن کو بلا کر دعوت چائے کے ساتھ دعوت حق بھی دیگئی۔

امام مصری لیگیشن

امام مصری لیگیشن ایک جوان تعلیم یافتہ خوش اخلاق آدمی ہیں۔ عربی۔ ترکی۔ فرانسیسی خوب بولتے ہیں۔ آپ وسیع الخیال، فہیم اور صاحب علم آدمی ہیں۔ دار التبلیغ احمدیہ میں ۳ گھنٹہ تک بہمراہی ڈاکٹر ہنری ایم۔ لیون تشریف لائے۔ اور مختلف مسائل پر سلسلہ گفتگو جاری رہا۔ گفتگو عربی زبان کے ذریعہ سے ہوئی۔ وفات مسیح کے آپ قائل ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کے دعاوی آپ کی اصل کتب سے پڑھکر سنائے گئے۔ صادق کا معیار قرآن کریم سے بتایا گیا۔ آپ نے بعض آیات کی تفسیر پوچھی۔ مثلاً وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ اور احمدیہ نقطۂ خیال اور تفسیر کو سن کر اظہار خوشی کیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب پڑھنے کی خواہش کی۔

خط و کتابت

ایک آئرش جنٹلمین مسٹر او برائن نام اور ایک صاحب مسٹر مارلینن نام

زیر تبلیغ ہیں۔ ہر دو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی پر غور کر رہے ہیں۔ اور اسلام کو اس نقطہ خیال سے دیکھ رہے ہیں۔ جو حقیقتاً ایک مذہبی آدمی کے سامنے ہونا چاہیئے۔ اور جو روحانیت کے متلاشیوں کے لئے ضروری ہے۔

متفرق

جہاز "آبا" سے ۱۷ فروری کو تین احمدی نوجوان لیگوس سے بغرض ادائگی فریضہ حج و تعلیم عربی تشریف لا رہے ہیں۔

مخالفین سلسلہ کی ریشہ دوانیاں

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالفین کا رسالہ جو اسلامک ریویو کے نام سے خواجہ کمال الدین صاحب کی ادارت میں ووکنگ سے شائع ہوتا ہے۔ اس کے تازہ نمبر میں افغانستان کی لیگیشن کے سکرٹری کی ایک چٹھی چھپی ہے جس میں اس امر کا اعلان کیا گیا ہے۔ کہ افغانستان میں کوئی احمدیہ جماعت نہیں۔ اور امام مسجد احمدیہ لنڈن کے مطبوعہ اطلاعی کارڈ میں جو افغانستان میں بھی احمدیوں کی موجودگی کا ذکر ہے۔ وہ غلط ہے۔ اس خط کو مذکورۃ الصدر نام کے رسالہ میں کیوں شائع کیا گیا کیا غرض ہے۔ اور کارکنان افغان لیگیشن نے اسکا شائع کرنا کیوں ضروری سمجھا۔ اس کا جواب تمہارا کام نہیں۔ ہم صرف یہ جانتے ہیں کہ خاک افغانستان میں احمدیت کا بیج حضرت مسیح موعود جری اللہ فی حلل الانبیاء کے زمانہ میں بویا گیا۔ فدائیان احمدیت کے خون سے بیج سینچا گیا۔ اور دنیا کی کوئی طاقت اس ثمر دار شجر کو نہیں کاٹ سکتی۔ جو حکومت اس کے کاٹنے کا ارادہ کریگی اس کا مقابلہ اس باغبان سے ہے۔ جس نے اس درخت کو لگایا ہے

اے آنکہ بسوئے من بدویدے بصد تبر
از باغبان بترس کہ من شاخ مثمرم

لندن کے افغانیہ دارالسیاست نے خود بخود یا حکومت افغانیہ کے ایما سے یہ اعلان کیا ہے۔ ہمیں اس سے واقف نہیں۔ لیکن دنیا کی کوئی مہذب حکومت اس زمانہ میں نہ مذہبی آزادی میں دخل دیتی ہے اور نہ کوئی مہذب سیاسی قائم مقام کسی ایک خاص مذہبی گروہ سے اس طرح اظہار

گیارہ ملکانہ بچوں نے قرآن ختم کیا

موضع نگلہ گھنو ضلع ایٹہ میں جلسہ آمین

باوجود اس کے کہ ضلع ایٹہ میں غیر احمدی علماء بالخصوص علماء دیوبند ہمارے مبلغین کے خلاف ایڑی سے لیکر چوٹی تک زور لگا رہے ہیں۔ اور ان کو ان دیہات سے نکالدینے کے درپے ہیں۔ ہمارے مبلغ کمال جانفشانی سے نومسلم راجپوتوں کی بہتری کے واسطے جن کے لئے ان علماء نے اب تک کوئی عملی کارروائی نہ کی تھی رشب و روز کوشاں ہیں۔ احباب حیران ہونگے کہ اس وقت جبکہ میدان ارتداد میں بڑی جدوجہد کرنی چاہیئے۔ چار غیر احمدی مولوی موضع لوہاری میں پڑے ہیں۔ جو سوائے آرام طلبی میں وقت رائگان کرنے کے کوئی مفید کام نہیں کر رہے۔ نہ ان کو ان کی تعلیم کا خیال ہے نہ تربیت کا۔ اگر ہے تو صرف ہماری مخالفت کرنے کا۔ ان حالات کے ماتحت احباب کو اس خبر سے بہت خوشی ہوگی کہ ہمارے مبلغ مولوی محمد حسین صاحب احمدی کے ذریعہ سے ۲۷ مارچ سنہ ۱۹۲۳ء کو موضع نگلہ گھنو میں گیارہ نومسلم ملکانہ بچوں نے قرآن کریم ختم کیا۔ اس خوشی میں ۲۸ مارچ سنہ ۱۹۲۳ء کو بعد از نماز جمعہ ایک جلسہ منعقد کیا گیا۔ جس میں ہمارے مبلغ مولوی عبد الخالق صاحب و مولوی محمد حسین صاحب نے تقریریں کیں۔ اور اللہ تعالٰے کی حمد و شکر اور اسلام کی خوبیاں موقعہ کے مناسب بیان کی گئیں۔ اس خوشی میں بچوں کی طرف سے گاؤں کے لوگوں کو دعوت دی گئی۔ اور بتاشے وغیرہ بھی تقسیم کئے گئے۔ بعد از دعا جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔ ہم مبلغ مذکور کو اس بڑی کامیابی پر تہ دل سے مبارکباد کہتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالٰے ان کو ان لوگوں میں خدمت دین کرنے کی بڑھ بڑھ کر توفیق بخشے۔ آمین۔

قائم مقام احمدی امیر المجاہدین از آگرہ

آریوں کو صالح نگر ضلع آگرہ میں عبرتناک ناکامی

ہم متعدد بار ناظرین کی آگاہی کے لئے بتا چکے ہیں۔ کہ وہ ذرائع جن کو آریہ لوگ اپنے ویدک دھرم کے پرچار کیلئے استعمال کر رہے ہیں۔ نہایت ہی معیوب ہیں۔ ملکانوں جیسی مفلس قوم کو لالچ اور طمع دے دے کر اخلاقی طور پر بالکل گرا دیا ہے۔ موضع صالح نگر کے ایک ملکانہ مسمی ڈروہ کو وعدہ دیا گیا۔ کہ تم ایک ہزار روپیہ بطور رشوت لے لو۔ اور خود اور دوسرے گاؤں کے ملکانوں کو اشدھ کروا دو۔ اس پر اس ملکانے نے مورخہ ۱۴ مارچ اشدھی کے لئے تاریخ مقرر کر دی حسب معمول اپنی طاقت کے مظاہرہ کے لئے بیس کے قریب آریہ پرچارک ۱۳ مارچ کی رات کو پہونچ گئے۔ ۱۴ مارچ کی صبح کو پیکے۔ موٹر اور آٹے وغیرہ کی بوریاں گاڑی میں آ گئیں۔ ان لوگوں نے سامان تو اپنے گھر میں رکھ لیا۔ اور مسمی ڈروہ مذکور نے گاڑی والوں کو کہا۔ کہ آریوں کو جاکر کہہ دو۔ کہ میرے ساتھ ایک ہزار روپیہ ٹھہرا تھا۔ جب ایک ہزار روپیہ لاؤگے تب اشدھ ہونگا۔ آریہ اپنا سامنہ لیکر واپس چلے گئے۔ ڈروہ مذکور سامان مکان میں بند کر کے گاؤں سے چلا گیا۔ اس پر آریہ لوگ سب انسپکٹر انچارج کے پاس گئے۔ کہ ہمیں سامان دلوا دیا جاوے۔ سو پولیس نے آریوں کا سامان دلوا دیا۔ اور آریوں کی امیدوں کو جو وہ طمع۔ لالچ [illegible] اور فریب سے پورا کرنا چاہتے تھے۔ [illegible] ملا دیا۔ امید ہے کہ آریہ [illegible] ان واقعات سے عبرت حاصل کریں گے۔

خاکسار [illegible] مبلغین ضلع آگرہ

پلیگ زدہ علاقوں کے طالب علم

جن علاقوں میں پلیگ ہے۔ وہاں سے کوئی طالب علم سردست حصول تعلیم کے واسطے قادیان نہ آویں۔ کیونکہ شریعت کے مطابق جہاں بیماری کا زور ہو۔ وہاں سے نکل کر دوسری جگہ جانا اور آ کر خود نکلنے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان۔ مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۲۴ء

خلیفۃ المسلمین اور مسلمانان ہند

حضرت خلیفۃ المسیح کا ایک خطبہ اور "زمیندار"

(۱)

زمانہ ایسے ایسے عجیب و غریب رنگ بدلتا رہتا ہے کہ جنہیں دیکھکر حیرت ہوتی ہے۔ اور انسان اس تغیر اور انقلاب کو دیکھکر حیران رہ جاتا ہے۔ نیرنگیٔ زمانہ کی ایک تازہ مثال جس کا تعلق ہمارے ساتھ ہے۔ اخباری دنیا میں معاصر "سیاست" اور "زمیندار" نے پیش کی ہے۔ ابھی کوئی زیادہ دن نہیں گذرے۔ کہ اخبار "زمیندار" کی روش جماعت احمدیہ کے متعلق ایک حد تک معقولیت کو لئے ہوئے تھی۔ اگرچہ ہمارے خلاف بھی مضامین شائع کئے جاتے تھے۔ لیکن ہمارے مضامین کو بھی جگہ دے دی جاتی تھی (جس کا ہم اب بھی شکریہ ادا کرتے ہیں۔) علاوہ ازیں ایڈیٹوریل مضامین میں بھی کبھی کبھی فتنہ ارتداد کے انسداد کی مساعی کے سلسلہ میں ہمارے متعلق کلمۂ حق کے اظہار کی جرأت کی جاتی تھی۔ جس کی وجہ سے معاصر موصوف کو فتنہ انگیز اور شورش خیز حلقوں کی طرف سے کئی قسم کی دھمکیاں دی گئیں۔ اس کے خلاف ریزولیوشن پاس کئے گئے۔ اور اسے نقصان پہنچانے کیلئے مضامین شائع کئے گئے۔ ان حالات نے اگرچہ "زمیندار" کی سابقہ روش میں ضعف اور اضمحلال پیدا کرنا شروع کر دیا۔ تاہم اس کا عمومی یہی رہا۔ کہ اس قسم کی باتیں اس کے لئے اثر انداز نہیں ہو سکتیں۔ اس کے مقابلہ میں معاصر "سیاست" کی یہ حالت تھی۔ کہ اس نے جاد بیجا ہماری مخالفت اپنا فرض قرار دے لیا۔ غلط اور جھوٹے مضامین ہمارے خلاف شائع کئے نہایت درشت کلامی بلکہ بدزبانی تک سے کام لیا گیا۔ عوام کو احمدیوں کے خلاف بھڑکانے کی سعی کی گئی۔ اور "زمیندار" کو بائیکاٹ کرنے کی تحریک کو اس بنا پر نشو و نما دی گئی۔ کہ وہ کیوں وہی طریق اختیار نہیں کرتا۔ جو "سیاست" نے اختیار کر رکھا ہے۔

دونوں معاصرین اپنے اپنے رنگ میں رنگین تھے۔ کہ ایک طرف جناب سید حبیب صاحب ایڈیٹر اخبار "سیاست" جیل سے رہا ہو کر اور دوسری طرف مولوی اختر علی خاں صاحب خلف مولوی ظفر علی خانصاحب آف "زمیندار" قید سے چھوٹ کر آ گئے۔ ان دونو صاحب کے آنے کا یہ اثر ہوا۔ کہ دونوں اخباروں میں تغیر عظیم واقعہ ہو گیا۔ معاصر "سیاست" کے تغیر کا ذکر تو ہم گذشتہ پرچہ میں کر چکے ہیں۔ اور معاصر "زمیندار" کی نسبت ذیل میں عرض ہے۔

اخبار "زمیندار" نے اپنے ۷ اور ۸ اپریل کے پرچوں میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے خطبہ جمعہ مندرجہ الفضل ۱۳ مارچ ۱۹۲۴ء پر اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ چونکہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا یہ خطبہ "خلافت ٹرکی اور مسلمانان ہند" کے موضوع پر تھا۔ اس لئے اس کے خلاف معاصر "زمیندار" کا آواز اٹھانا کوئی تعجب خیز بات نہیں۔ کیونکہ خلافت ٹرکی کے مٹ جانے سے مسلمانان ہند کی امیدوں اور آرزوؤں کا جو حسرتناک انجام ہوا ہے۔ اس کا صدمہ ایسا نہیں کہ جس نے اس وقت انہیں کسی معقول سے معقول بات پر غور و فکر کرنے اور کسی دردمند انسان کی آواز پر متوجہ ہونے کے قابل رہنے دیا ہو۔ ابھی یہ زخم بالکل تازہ ہے۔ اور اس کی ٹیس دل و دماغ کو بے چین کئے ہوئے ہے۔ ایسی حالت میں اگر معاصر "زمیندار" نے امام جماعت احمدیہ کے خطبہ جمعہ کو صحیح اور درست نظر سے دیکھنے کی بجائے اس کے خلاف لکھنے کا تلخ و ناخوشگوار فرض ادا کرنا ضروری سمجھا ہے۔ تو تعجب کی کوئی بات نہیں۔ ہاں اگر تعجب اور اس کے ساتھ ہی افسوس ہے۔ تو ان الفاظ اور فقرات کے متعلق جو "ادکار و حوادث" کے ماتحت کئی اشاعتوں میں لکھے گئے ہیں۔ کیونکہ وہ متانت اور سنجیدگی کے پایہ سے بہت ہی گرے ہوئے ہیں۔ مذاق میں وہ رنگ اختیار کرنا جو تماشوں میں بے تہذیب بھانڈ اور نقال اختیار کرتے ہیں۔ شریفوں کے نزدیک پسندیدہ حرکت نہیں ہوتی۔ پھر نہ معلوم معاصر "زمیندار" نے اپنے مذاقیہ کالم میں جماعت احمدیہ کے مذہبی لیڈر اور راہنما کے متعلق نامعقول اور غیر شریفانہ تمسخر کو کیونکر درج ہونے دیا۔ ہمیں اس امر کا معاصر موصوف کی بلند و بالا قدر و منزلت کی وجہ سے سخت شکوہ ہے۔ وہ ہماری جس بات کو اپنی منشا کے خلاف سمجھتا ہے۔ اس کے خلاف جس قدر چاہے۔ لکھے۔ ہمیں کوئی شکایت نہیں ہوگی۔ لیکن ہمارے مذہبی جذبات اور احساسات کو بیہودہ تمسخر اور استہزا سے تو مجروح نہ کرے۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے خطبہ جمعہ میں بیان شدہ جن امور پر معاصر "زمیندار" کو "مجبوراً زبان کھولنی پڑی" ہے۔ ان میں سے ایک مسلمانوں کی وہ روش ہے جو انہوں نے دوران جنگ عظیم میں اپنے خلیفہ کے متعلق اختیار کی۔

چنانچہ لکھتا ہے۔

"اس سے کسی شخص کو انکار نہیں ہو سکتا کہ جنگ عظیم میں مسلمانوں کا خلیفۃ المسلمین کی افواج کے خلاف برسر آزمائی کرنا ایک نہایت افسوسناک اور الم انگیز غلطی تھی۔ بلکہ یہ سب سے بڑا جماعتی گناہ تھا۔ جس کے وہ مرتکب ہوئے۔ جس قوت و طاقت کی حفاظت و صیانت ان کی قومی زندگی اور ملی حیات کا سب سے بڑا وظیفہ تھی۔ وہ اسی قوت و طاقت کو توڑنے اور تباہ کرنے میں مصروف رہے۔ اور مسلمانان ہند کی بڑی بڑی جماعتیں اپنی اس افسوسناک غلطی اور اس سب سے بڑے جماعتی گناہ کا بار

کھلے اور غیر مشتبہ الفاظ میں اعتراف کر چکی ہیں"

اس اعتراف کے بعد "زمیندار" لکھتا ہے

"ہم مرزا صاحب سے پوچھتے ہیں۔ کہ اگر ایک وقت میں کوئی غلطی ہو جائے تو کیا اس غلطی کی اصلاح اور تلافی کی کوشش کا راستہ ہمیشہ کے لئے بند ہو جاتا ہے۔ اگر نہیں۔ اور یقیناً نہیں تو کیا اس اصلاح و تلافی کی سعی و کوشش پر معترض ہونا مناسب ہے"

پھر لکھا ہے۔

"مسلمانان ہند کے موجودہ صحیح اسلامی اعمال پر محض اس لئے معترض ہونا کہ دوران جنگ عظیم میں ان سے بعض افسوسناک حرکات سرزد ہوئی تھیں۔ کہاں تک حق بجانب ہے"

اس کے متعلق ہماری گذارش یہ ہے۔ کہ غلطی کی اصلاح کا راستہ ہمیشہ کھلا ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ کوئی غلطی کرنے کے بعد جو بھی راستہ اختیار کر لیا جائے۔ وہ اس کی "اصلاح" اور "تلافی" کا ہی راستہ ہو سکتا ہے۔ بلکہ ہو سکتا ہے۔ کہ وہ راستہ ایک دوسری غلطی کے گڑھے میں گرانے کا موجب ہو پس "زمیندار" کو غلطی کی اصلاح کا راستہ بند یا کھلا ہونے کے متعلق پوچھنے سے قبل یہ ثابت کرنا چاہئے تھا کہ مسلمانان ہند نے اب جو راستہ اختیار کر رکھا ہے وہ صحیح اور درست رستہ ہے۔ اور ان کے اعمال "صحیح اسلامی اعمال" ہیں۔ امام جماعت احمدیہ کے نزدیک چونکہ وہ رستہ بھی جو مسلمانوں نے اب اختیار کیا ہے۔ کعبہ کی بجائے ترکستان لے جانے والا ہے۔ اور ان کے موجودہ اعمال قطعاً صحیح نہیں ہیں۔ جیسا کہ حضور نے اسی خطبہ میں خلافت ٹرکی کے متعلق فرما دیا ہے۔ کہ

"وہ عقیدہ جو یہ لوگ اب ظاہر کرتے ہیں اسلامی نہیں ہے"

اسی لئے آپ مسلمانوں کو اب بھی متنبہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ اور اسی لئے آپ نے "۱۹۱۶ء و ۱۹۱۷ء کے واقعات کی ورق گردانی کی تکلیف گوارا" فرمائی ہے۔ تاکہ مسلمان اپنی گذشتہ غلطی سے جس کا اب وہ "غیر مشتبہ الفاظ میں اعتراف" کر رہے ہیں۔ عبرت حاصل کریں۔ اور پھر انہیں ناقابل تلافی نقصان اٹھا کر پہلے کی طرح ایک اور غلطی کا اعتراف نہ کرنا پڑے۔

پھر معاصر موصوف لکھتا ہے۔

"جس حد تک ہمیں معلوم ہے۔ ہمارے کسی سربرآوردہ عالم نے انگریزوں کی امداد کے فرض ہونے کے متعلق کوئی فتوے نہیں دیا۔ اس کا ہمیں انکار نہیں۔ کہ بعض فتوے شائع ہوئے"

اپنے سربرآوردہ علماء کو علیحدہ کر لینے کے بعد جن فتووں کا اقرار کیا ہے۔ ان کی وجہ یہ بیان کی ہے۔ کہ

"احمدی جماعت ہی کے افراد نے آیت اولوالامر کو انگریزوں پر منطبق کر کے ان کی امداد کو مذہباً فرض ظاہر کیا تھا۔ ان کی اس غلط اور از سرتاپا مہمل تاویل کو بعض غیر احمدی سرکار پرستوں نے بھی قبول کر لیا"

اگر یہ بات درست ہوتی تو ہمارے لئے بڑی خوشی کا موجب تھی۔ لیکن یہ محض ایک جھوٹا بہانہ ہے۔ اگر غیر احمدی علماء ہمارے ایک ایسے استدلال سے جو بالفاظ "زمیندار" "غلط اور از سرتاپا مہمل" ہے اس حد تک متاثر ہو سکتے ہیں۔ کہ اپنے "خلیفۃ المسلمین" کو شکست دینے اور اس کے مقبوضات چھین کر دوسروں کے حوالے کرنے کے لئے اپنی جانیں پیش کر سکتے ہیں۔ تو کیا وجہ ہے۔ وہ ہمارے ان مسائل اور عقائد کو قبول نہیں کر لیتے۔ جن کی تردید سے وہ قطعاً ساکت ہیں۔ اور جن کی خاطر انہیں جان بھی نہیں دینی پڑتی۔ پھر اگر بفرض محال یہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ ہماری تاویل نے غیر احمدی علماء کو اپنے خلیفہ سے لڑنے کے لئے آمادہ و تیار کیا تھا اور اس وجہ سے وہ اس خطرناک غلطی کے مرتکب ہوئے تھے۔ تو اس وقت "سربرآوردہ علماء" جو "سرکار پرست" نہیں تھے۔ اور انگریزوں کو اپنے خلیفہ کے مقابلہ میں امداد دینے کے خلاف تھے۔ وہ کہاں تھے۔ کیوں انہوں نے ہماری غلط تاویل کے اثر کو زائل نہ کیا۔ اور کیوں ان فتووں کی تردید نہ کی۔ جو انگریزوں کی امداد کے لئے ان کے بھائی شائع کر رہے تھے۔ ذرا غور فرمائیے۔ علاقہ ارتداد میں احمدی مبلغ جاتے ہیں۔ جو بڑی محنت اور جانفشانی سے آریوں کا مقابلہ کرتے ہیں۔ لیکن غیر احمدی علماء یہ کہکر ان کی مخالفت شروع کر دیتے ہیں۔ کہ چونکہ یہ لوگ آریوں سے بدتر ہیں۔ اس لئے ان کے ذریعہ اگر کوئی ہندو ہونے سے محفوظ رہیگا۔ تو وہ آریوں سے بھی بدتر ہوگا۔ جن مولویوں کی ہمارے متعلق یہ حالت اور یہ روش ہے انہیں اس وقت کیا ہو گیا تھا۔ جب بقول "زمیندار" مسلمانان ہند کی فوجیں پے در پے ہماری ایک غلط تاویل کی وجہ سے بھرتی ہو کر "خلیفۃ المسلمین" کو شکست فاش دینے کے لئے جا رہی تھیں۔ کیا سربرآوردہ علماء کے نزدیک "خلیفۃ المسلمین" کی حیثیت ضلع فرخ آباد کے ملکانوں جتنی بھی نہیں تھی۔ کہ اس کے خلاف تو فوجیں تیار ہوتے دیکھکر خاموش رہے۔ اور ملکانوں کو آریوں کے پنجہ سے چھڑانے پر نعل در آتش ہو گئے۔

اصل بات یہ ہے کہ مسلمانوں نے اس وقت جو کچھ کیا۔ نہ وہ اسلامی شریعت کی بنا پر کیا۔ اور نہ جو کچھ اب کر رہے ہیں۔ یہ اس لئے کر رہے ہیں۔ کہ اسلام اس کا حکم دیتا ہے۔ بلکہ وہ سر بریدہ لاشہ کی طرح حوادثات زمانہ کی رو میں بہ رہے ہیں۔ اور تباہ کن موجوں کے تھپیڑے کھا رہے ہیں۔ کیا ایسے لوگوں کے متعلق خیال کیا جا سکتا ہے۔ کہ کبھی منزل مقصود پر پہنچ سکیں گے۔ ہرگز نہیں مسلمانوں کی اس وقت تک کی تگ و دو اور سعی و کوشش کا جو نتیجہ نکلا ہے۔ اسی سے وہ اندازہ کر لیں۔ کہ ان کے قدم کامیابی کی طرف جا رہے ہیں۔ یا ناکامی کی طرف *

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

بہائی فتنہ اور غیر مبایعین

از حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۴ ر اپریل ۱۹۲۲ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :-

پیغام صلح کا پرچہ

آج میں جمعہ کی طیاری کر کے جب گھر سے نکلنے لگا۔ تو کسی نے پیغام صلح کا ایک پرچہ مجھے بھیجا۔ میرا منشاء تو آج تبلیغ کے متعلق ایک مضمون بیان کرنے کا تھا۔ لیکن اس پرچہ کے آجانے سے مجھے خیال پیدا ہوا۔ کہ اس کے اندر کوئی ایسا مضمون ہوگا جو میری ذات سے تعلق رکھتا ہوگا یا جو میرے پڑھنے کے قابل ہوگا۔ لہذا میں نے اس کو کھولا اور اس کے مضامین پر نظر ڈالی۔ دوسرے ہی صفحے پر ایک لیڈر دیکھا۔ جس میں مولوی محفوظ الحق کا خط درج تھا۔ جو اس نے قادیان سے نکل کر مولوی محمد علی صاحب کے نام لکھا۔ اور جس سے خط بھیجنے والے کی غرض بھی ظاہر ہو جاتی ہے۔ میں نے اس خط کو پڑھا۔ اور اس تنقید کو بھی پڑھا۔ جو اس خط پر یا اس کی بناء پر ہم پر کی گئی ہے۔ یہ مضمون کیا بلحاظ اس کے کہ جب کوئی شخص صداقت کو چھوڑتا ہے۔ اور سچے مذہب سے دور ہوتا ہے۔ اور تبدیلی کرتا ہے۔ تو وہ کس طرح صداقت کو چھوڑتے ہی نجاست پر منہ مارنے لگ جاتا ہے۔ اور کیا بلحاظ اس کے کہ جب کوئی شخص کسی کی عداوت کو اپنا شعار بنا لیتا ہے اور اس کی دشمنی میں اندھا ہو جاتا ہے تو وہ کس طرح محل بے محل اعتراض کرنے لگ جاتا ہے۔ اور کس طرح الزام لگانے میں دلیری کرتا ہے۔ نہایت ہی حیرت میں ڈالنے والا تھا۔ میں اس پرچہ کو ساتھ ہی لے آیا ہوں۔ کیونکہ میں نے سمجھا۔ کہ چونکہ خطبہ کی غرض یہی ہوتی ہے کہ جماعت کو ان امور سے جو اس سے تعلق رکھتے ہوں اطلاع دی جائے اس لئے میں نے ارادہ کیا۔ کہ اسی مضمون کے متعلق کچھ بیان کروں ٭

محفوظ الحق کا خط بنام مولوی محمد علی صاحب

پہلے میں وہ خط جو محفوظ الحق نے مولوی محمد علی کی طرف لکھا ہے سنا دیتا ہوں۔ وہ لکھتا ہے:- "خیال تھا۔ کہ جب جناب والا کا اختلاف جماعت قادیان سے ظاہر ہوا تھا۔ تو کیوں جناب کو قادیان چھوڑنا پڑا۔ مگر اب ہمیں اس کی وجہ بچشم خود نظر آگئی۔ ہم نے دیکھ لیا۔ کہ جماعت قادیان اس روش کو فنا کر چکی ہے۔ جو حضرت صاحب نے پیدا کی تھی۔ ہم حضرت صاحب کو نبی نہیں مانتے۔ آپ کے انکار کے باعث مسلمان کو کافر نہیں کہتے ہیں۔ غیر احمدی کے پیچھے نماز جائز سمجھتے ہیں۔ غیر احمدی سے رشتہ جائز سمجھتے ہیں۔ قادیان میں جو غلو حضرت صاحب کی ذات کے متعلق ہو رہا ہے۔ اس کو دنیائے اسلام کے لئے مضر خیال کرتے ہیں۔ ہماری جماعت نے کوئی فتنہ پردازی اور بدمعاشی نہیں کی۔ خدا شاہد ہے۔ کہ ہم نے ہر طرح امن و عافیت کی راہ اختیار کی تھی۔ مگر اس کو کیا کیجئے کہ ارباب قادیان نے ہمارے ساتھ وہ ناجائز برتاؤ کیا جس کو وہ خود بھی شرمندگی کے ساتھ ناجائز قرار دینے پر مجبور ہونگے۔ ہمیں بطور مجرم کے بلایا گیا۔ ہم سے تمسخر کیا گیا۔ غیظ و غضب کی نظریں ہم پر ڈالی گئیں۔ ہم پر آوازے کسے گئے۔ ہمیں اپنی گلیوں میں چلنے سے روکا گیا۔ ڈنڈے والے بھیجے گئے۔ جو ہمیں ادھر سے ادھر لے گئے۔ ہر طرح ہمیں بائیکاٹ کیا گیا۔ چلتے وقت ہمیں اپنے گھر والوں سے بھی نہ ملنے دیا گیا۔ تعجب ہے کہ وہ اخلاقی طاقت جس کا فخر اخباروں میں کیا جاتا ہے کہاں چلی گئی۔ اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ ہم ارباب قادیان کی نظر میں کافر اور مرتد ٹھہرے تھے اور ہم نے ان کی بعض راؤں سے اختلاف کیا تھا۔ تو کیا ہم اسی سلوک کے مستحق تھے۔ جو کیا گیا۔ کیونکہ کسی غیر احمدی کے احمدی ہو جانے پر لوگ جب ایسے ہی معاملات عمل میں لاتے ہیں۔ تو ارباب قادیان چیخ پڑتے ہیں۔ اور اخباروں میں واویلا مچاتے ہیں۔ عجیب تر یہ کہ جناب میاں صاحب نے اپنے مریدوں میں کہا۔ کہ تین روز تک یہ لوگ مجھ سے جو چاہیں دریافت کر سکتے ہیں۔ لیکن ہمیں کوئی باقاعدہ اطلاع نہیں دی گئی۔ جناب نے "آخری نبی" میں خوب فرمایا کہ میاں صاحب اپنے جدید عقائد نبوت کے باعث بابیوں سے جا ملے ہیں۔ سو اس میں شک نہیں۔ کہ جناب میاں صاحب کے بیانات نے اس باب میں ایک بڑا کام کیا ہے۔ اور اسی تحریک سے ہم لوگ بھی آج اس رنگ میں روشناس ہوئے ہیں۔ اور قادیانی گروہ میں کئی دوسرے لوگ بھی آج اسی رنگ میں رنگے جا چکے ہیں"

یہ وہ خط ہے۔ اس اخبار والا کہتا ہے۔ کہ ہم تو پہلے ہی شور مچایا کرتے تھے۔ کہ محمودی عقائد تباہی ڈالیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہو گیا۔ کہ اب ان عقائد کی وجہ سے لوگ بابی ہونے شروع ہو گئے۔ اور اس کا اصل سبب میاں صاحب کے عقائد ہیں۔

بہائیت کہاں سے نکلی

پہلے میں اخبار والے کا جواب دیتا ہوں۔ دیکھو جس وقت انسان تعصب سے اندھا ہو جاتا ہے۔ تو وہ کس طرح غلط اور الٹے نتیجے نکالتا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ بہائیت اور بابیت نتیجہ ہے میاں صاحب کے عقائد کا۔ مگر یہ تو بتاؤ بابیت پہلے کہاں سے شروع ہوئی۔ حشمت اللہ آگرہ والا اور محمد اسمٰعیل اور دوسرے بہائی جو بمبئی کراچی میں پائے جاتے ہیں۔ وہ کن میں سے بہائی ہوئے ہیں۔ کیا وہ بھی "محمودیوں" میں سے بہائی ہوئے ہیں۔ یہ لوگ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعوئے الہام کو بھی جائز سمجھتے تھے یہ کیونکر بہائی ہو گئے۔ پھر ایران مصر وغیرہ میں ہزاروں مسلمان کہلانے والے بابی ہو گئے۔ کیا وہ بھی محمودیوں سے نکل کر ہوئے تھے۔ اگر ہمارے عقیدہ کی اشاعت سے پیشتر دنیا میں بابی اور بہائی مذہب نہ تھا۔ تب تو یہ بات کہی جا سکتی تھی۔ اور اس مذہب کو ہمارے عقیدہ کا

نتیجہ قرار دیا جا سکتا تھا۔ لیکن اگر باب میری پیدائش سے بھی پچاس سال پہلے دعویٰ کر چکا تھا۔ اور اگر میرے پیدا ہونے سے چالیس برس پہلے بہاءاللہ دعویٰ کر چکا تھا۔ اور اگر ہزاروں لوگ ان میں سے جو آنحضرت صلعم کو ان معنوں سے خاتم النبیین مانتے تھے کہ آپ کے بعد کسی قسم کا بھی نبی نہ آئے گا۔ اور جو قرآن کو ان معنوں سے کامل سمجھتے تھے۔ کہ پہلے مفسروں کے مرنے کے بعد قرآن کا فہم بھی مٹ گیا ہے۔ بابیت اور بہائیت میں داخل ہو چکے ہیں۔ تو کونسی عقل ہے جو یہ کہہ سکتی ہے کہ بہائیت ان خیالات کے نتیجہ میں پھیلتی ہے۔ جو میں نے شائع کئے۔

بہائیت غیر مبایعین کے گھر میں

پھر وہ مولوی محمد احسن صاحب جنکے متعلق وہ کہتے ہیں۔ کہ وہ ابتدا سے ہمارے ساتھ تھے مگر اہل بیت کی محبت کی وجہ سے انہوں نے میاں صاحب کی بیعت کر لی تھی۔ ان کے بیٹے کا بہائی ہونا۔ کن خیالات کی وجہ سے تھا۔ وہ محمد احسن صاحب جن کو وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم پر پورا کاربند سمجھتے ہیں۔ اور ان کو نبوت کا منکر جانتے ہیں۔ ان کا بیٹا کیونکر بہائی ہو گیا۔ اور ہوا بھی اس اختلاف سے پہلے۔ جس نے بڑے جوش سے بابیت کا اعلان کیا۔ حتی کہ بعض لوگ شک کرتے ہیں۔ کہ برہان الصریح وغیرہ کتابیں بھی اسی کی لکھی ہوئی ہیں۔ واللہ اعلم یہ امر کہاں تک صحیح ہے۔ بہرحال بہائیت و بابیت پیغامیوں کے گھر سے نکلی ہے۔ پس جب بابیت میرے خیالات کا نتیجہ نہیں تو مجھ پر کیسا الزام! پھر ان لوگوں میں سے جو قرآن کے فہم کو بھی پرانے علماء کے بعد بند سمجھتے ہیں ہزاروں کا بابی ہو جانا کن خیالات کا نتیجہ ہے۔ ان لوگوں کو اپنے گھر کی خرابی نظر نہیں آتی۔ ذرا سوچیں تو سہی۔ کہ یہ جو ہزاروں بابی اور بہائی ہیں۔ یہ کس اثر کے نیچے ہیں۔ حضرت مسیح نے سچ کہا ہے۔ دوسرے کی آنکھ کا تنکا بھی نظر آ جاتا ہے۔ مگر اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا! یہی وجہ ہے۔ کہ غیر مبایع ہم پر اعتراض کرتے ہیں مگر اپنے گھر کو نہیں دیکھتے۔

ہر زمانہ میں مرتد

پھر میں پوچھتا ہوں کیا کوئی ایسا زمانہ آیا ہے۔ کہ مرتدین نہیں ہوئے۔ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں عبدالحکیم انہی مسائل پر مرتد نہیں ہوا۔ کہ آپ تمام مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ اور اپنے درجہ کے بارے میں غلو کرتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ پھر کیا عبدالحکیم کا ارتداد میری تعلیم کا نتیجہ تھا۔

اسی طرح جو لوگ آنحضرت صلعم کے زمانہ میں پہلے ایمان لائے۔ اور پھر مرتد ہو گئے۔ کیا وہ بھی محمودی خیالات کا نتیجہ تھے؟ یا وہاں بھی آنحضرت صلعم نے کوئی غلو کیا تھا۔ جس کے نتیجہ میں وہ جماعت مرتد ہو گئی تھی۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ان کے سامنے جو سینکڑوں مرتد ہوئے۔ وہ کس غلو کا نتیجہ تھے۔ کیا وہاں بھی میں موجود تھا اسی طرح موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں بھی ارتداد ہوا وہ کن خیالات کا نتیجہ تھا۔ قرآن کریم میں ان مرتدوں کا ذکر موجود ہے۔ وہ ضعف کئے گئے۔ مٹائے گئے ذلیل کئے گئے۔ وہ کن خیالات کا نتیجہ تھے۔ کیا حضرت موسیٰ ع کے غلو کا یا اس وقت بھی میں ہی موجود تھا جس کے نتیجہ میں ارتداد رونما ہوا تھا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں مرتد ہوئے۔ طالوت علیہ السلام کے زمانہ میں ارتداد ہوا۔ عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں بکثرت مرتد ہوئے۔ پھر آنحضرت صلعم اور حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے زمانوں میں لوگ مرتد ہوئے۔ تو کیا وجہ ہے۔ اگر آج دو تین مرتد ہو گئے۔ تو جو وجہ وہاں تھی۔ وہ اس جگہ چسپاں نہیں کی جاتی۔ پھر کیا وہ لوگ موجود نہیں۔ جنہوں نے میرا انکار کیا اور پیغامیوں سے ملے۔ مگر پھر دہریہ ہو گئے۔ یہ کس تعلیم اور کن عقائد کا نتیجہ ہے۔ مگر سچ ہے۔ دوسرے کی آنکھ کا تنکا نظر آ جاتا ہے۔ مگر اپنی آنکھ کا شہتیر بھی نظر نہیں آتا۔

پیغامیوں کی حالت

ان پیغامیوں میں سے دہریہ ہوئے۔ احمدیت سے مرتد ہوئے۔ بدعمل اسلام کو چھوڑنے والے ہوئے

مگر نہیں وہ یاد نہیں۔ مسیح موعود کے زمانہ میں مرتد ہوئے۔ آنحضرت صلعم کے وقت میں مرتد ہوئے۔ مگر وہ ان کی نظروں سے غائب ہیں۔ لیکن ان دو تین کا ارتداد ان کی آنکھوں میں ایسا کھٹکا ہے۔ گویا اس سے پہلے کبھی کوئی مرتد ہی نہیں ہوا۔ اللہ تعالےٰ نے انکو کیسا جواب دیا ہے۔ انہوں نے ہم پر یہ الزام لگایا۔ کہ گویا ہمارے عقائد بہائیت کی طرف لے جاتے ہیں۔ مگر اللہ تعالےٰ نے مولوی محمد احسن صاحب کے لڑکے کو پہلے سے بہائی بنا کر ان کے منہ پر چپیڑ لگا دی۔ کاش وہ سمجھیں۔ کہ بہائیت تو ان کے گھر سے نکلی ہے۔ اور وہ الٹا ہم پر الزام لگاتے ہیں۔

نویسندہ خط کی دھوکہ دہی

اب میں خط کا مضمون لیتا ہوں۔ خط لکھنے والا لکھتا ہے "خیال تھا کہ جب جناب والا کا اختلاف جماعت قادیان سے ظاہر ہوا ہے۔ تو کیوں جناب کو قادیان چھوڑنا پڑا۔ مگر اب ہمیں ان کے وجوہ بچشم خود نظر آ گئے ہیں"۔

وہ وجوہ آگے بیان کی ہیں۔ اسی لئے اس جگہ ان کا جواب دوں گا۔

نبوت مسیح موعود

پھر لکھا ہے "ہم حضرت صاحب کو نبی نہیں مانتے"۔ مگر عجیب بات یہ ہے۔ کہ یہاں بیان میں اس نے لکھا ہے۔ کہ حضرت صاحب ایک رنگ میں دعویٰ نبوت میں صادق تھے۔ اور پھر گواہوں نے بڑے تواتر سے کہا۔ کہ وہ جانے سے چار پانچ دن ہی پہلے یہ کہتا تھا کہ محمد علی کی عقل کو کیا ہو گیا ہے۔ جو نبوت سے انکار کرتا ہے۔ نبوت سے تو کوئی انکار کر ہی نہیں سکتا۔ مگر قادیان سے جانے کے بعد لکھتا ہے۔ کہ میں حضرت صاحب کو نبی نہیں مانتا۔ اس میں بھی کس قدر دھوکہ دیا ہے یہ نہیں لکھا۔ کہ میں چونکہ بہاءاللہ کو مانتا ہوں۔ اس لئے حضرت صاحب کو نبی نہیں مانتا۔ بلکہ یہ لکھا ہے۔ کہ ہم حضرت صاحب کو نبی نہیں مانتے۔ تاکہ اس طرح مولوی محمد علی صاحب خوش ہو جائیں۔ کہ ہماری تصدیق کر رہا ہے حالانکہ اس کے معنے یہ ہیں کہ میں مرزا صاحب کو بھی

کیونکر مان سکتا ہے۔ جب کہ میں بہاء اللہ کا معتقد ہوں اور یہ اس کے خلاف ہے۔ اس کا پہلے بھی یہی عقیدہ تھا۔ مگر ہم میں جذب ہونے کے لئے اور شامل رہنے کے لئے کہتا رہا۔ کہ مرزا صاحب نبی تھے۔ اب ان میں شامل ہونے کے لئے یہ کہہ دیا کہ ہم مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتے۔ حقیقتاً وہ مرزا صاحب کو نہ نبی اور نہ راستباز سمجھتا ہے۔

مسلمانوں کو کافر سمجھنا

پھر لکھتا ہے "آپ کے انکار کے باعث مسلمان کو کافر نہیں کہتے ہیں" مرزا صاحب کے انکار سے کیونکر کافر ہونا تھا وہ تو اس کے نزدیک بہاء اللہ کے انکار کی وجہ سے کافر بن چکے ہیں۔ مگر پڑھنے والوں کو دھوکا دینے کے لئے یہ لکھ دیا۔ کہ مرزا صاحب کے انکار کے باعث ہم مسلمانوں کو کافر نہیں کہتے۔ گویا ان کو پکا مسلمان سمجھتے ہیں۔ حالانکہ اصل مطلب یہ ہے۔ کہ وہ لوگ تو باب اور بہاء اللہ کے انکار سے کافر قرار دیا ہے باب نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ جو میری کتابوں کا انکار کرتا ہے۔ وہ کافر ہے۔ جو آج سے قریباً سو سال پہلے کافر بن چکے ہیں۔ ان کے دوبارہ کافر بننے کے معنے ہی کیا ہیں۔

غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنا

پھر لکھا ہے "غیر احمدی کے پیچھے نماز جائز سمجھتے ہیں یہ غیر احمدیوں کی خصوصیت بھی محض دھوکہ دینے کے لئے ہے۔ یہ لوگ تو عیسائیوں کے گرجے میں جانا اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا بھی جائز سمجھتے ہیں۔ بہائی تعلیم کی رو سے غیر احمدی کیا کسی گرجے میں عیسائی کے پیچھے بھی نماز جائز ہے۔ چنانچہ ان کے مبلغ یورپ اور امریکہ میں ایسا ہی کرتے ہیں۔

غیر احمدیوں سے رشتہ نہ کرنا

پھر کہتا ہے "غیر احمدی سے رشتہ جائز سمجھتے ہیں" یہ بھی دھوکا ہے اور یہ بتانا چاہا ہے۔ کہ گویا ہمارے عقیدہ سے بیزاری ظاہر کی ہے۔ حالانکہ بہائیوں کے عقیدہ کے ماتحت نکاح کی قید ہی فضول ہیں۔ ان کے نزدیک عیسائی اور ہندو اور زرتشتیوں اور سکھوں سے بھی رشتہ جائز ہے۔ چنانچہ امریکہ میں بہائی عورتیں عیسائی خاوندوں کے ساتھ رہتی ہیں۔

بہائیوں کے نزدیک اسلام کیا ہے

پھر لکھتا ہے "قادیان میں جو غلو حضرت صاحب کی ذات کے متعلق ہو رہا ہے۔ اس کو دنیائے اسلام کے لئے مضر خیال کرتے ہیں"

یہ عجیب بات ہے۔ جب کہ تم اسلام کو منسوخ سمجھتے ہو۔ تو اس کے لئے مضر یا مفید سمجھنا کیا معنے۔ لیکن اسلام سے وہ اسلام مراد نہیں۔ جو اس تحریر کے پڑھنے والوں کے ذہن میں آتا ہے۔ بلکہ اسلام سے وہی مذہب مراد ہے۔ جو بہاء اللہ لایا۔ چنانچہ یہ لوگ بہاء اللہ کے مذہب کو اسلام کہنے پر یہ دلیلیں دیا کرتے ہیں۔ کہ چونکہ پہلے نبیوں کے مذہبوں کو بھی اسلام کہا گیا ہے اسلئے اسلام ہر سچے مذہب کا نام ہے۔ اور اب چونکہ بہاء اللہ کا مذہب ہی سچا ہے۔ لہذا وہی اسلام ہے۔ اور دنیائے اسلام سے وہی مراد ہے۔ چونکہ یہ بات بالکل درست ہے۔ کہ حضرت اقدس کی تعلیم کا یہ نتیجہ ہوگا۔ کہ بہائی مذہب بالکل نہیں پھیل سکیگا۔ اس لئے اس نے یہ لکھا ہے کہ احمدیت کو بہائی مذہب کے لئے مضر خیال کرتے ہیں۔ مگر اس نے ہر فقرہ منافقت سے لکھا ہے۔ تاکہ ظاہر میں لوگ یہ سمجھیں۔ کہ اس نے اسلام کی حمایت کی ہے۔ مگر اصل مراد بہائیت کی تائید ہے۔

فتنہ پردازی اور بددیانتی

پھر لکھتا ہے "ہماری جماعت نے کوئی فتنہ پردازی اور بددیانتی نہیں کی۔ خدا شاہد ہے۔ کہ ہم نے ہر طرح امن و عافیت کی راہ اختیار کی تھی"

گویا مخفی طور پر یہ سب کچھ اس لئے کر گیا۔ کہ امن و عافیت قایم رہے۔ اور کسی قسم کا فساد نہ ہو جائے لیکن اس کی ایسی ہی مثال ہے۔ کہ کوئی چور کو پکڑے۔ اور اس کو کہے۔ کہ تو نے چوری کیوں کی۔ تو وہ کہے۔ حضور! اس لئے کہ اگر میں اس کی چیز اس کے سامنے اٹھاتا۔ تو یہ مجھ سے لڑتا۔ لہذا امن قایم رکھنے کے لئے میں نے یہ راہ اختیار کی ہے۔ تو یہ عجیب قسم کا امن ہے۔ سیندھ لگاتے ہو۔ اور کہتے ہو۔ خدا شاہد ہے محض امن کے لئے ایسا کیا ہے۔ کیا اسی کو امن کہتے ہیں۔ کسی قوم میں داخل رہ کر اس کے عقائد کی اشاعت پر تنخواہ لے کر اپنے عقاید کی اشاعت کرنا۔ اسکے مبلغ کہلا کر اس قوم کے افراد کو اس کے اصول کے خلاف تعلیم دینا۔ اور یہ بھی کہنا۔ کہ کسی کو یہ بتانا نہیں۔ تاکسی طرح دوسرا اس زہر کا ازالہ نہ کر دے۔ اگر یہ امن پسندی ہے۔ تو بے حیائی۔ بے شرمی۔ خیانت اور بددیانتی کس چیز کا نام ہے۔ یہ الفاظ جو دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ پھر ان کا مورد کیا ہے۔

اگر یہ امن پسندی ہے۔ تو جیل خانوں والے تو بڑے پارسا اور نیک ہونگے۔ چور جو چوری کے لئے جاتا ہے رات کو چلتا ہے۔ اور اپنی نیند خراب کرتا ہے۔ وہ بھی بڑا امن پسند ہوگا۔ کیونکہ وہ دنیا میں لڑائی نہیں کرنا چاہتا۔ اسی طرح وہ قاتل بہت امن پسند ہوگا۔ جو قتل کر کے چھپ جاتا ہے۔ تاکہ دنیا میں لڑائی کی آگ نہ بھڑک اٹھے۔ وہ دنیا کو لڑائی سے بچاتا ہے۔ اور خود تکلیفیں اٹھاتا ہے۔ جنگلوں میں مارا مارا پھرتا ہے۔ اسی طرح خفیہ زہر دینے والا کتنا امن پسند انسان ہے کہ اگر وہ بتا کر دے تو لڑائی ہو جائے۔

اسی طرح وہ دھوکہ باز جو دوسرے کی جائداد لینے کے لئے جھوٹی دستاویزیں بناتا اور جھوٹے تمسک لکھتا ہے۔ یہ کہکر امن پسند کہلا سکتا ہے۔ کہ میں نے گورنمنٹ کی معرفت جھوٹی دستاویزوں کے ذریعہ سے اس لئے قبضہ کیا ہے تا امن رہے۔ اور لڑائی نہ ہو۔

اگر اسی کا نام امن پسندی ہے۔ تو یہ سب لوگ جو قید خانوں میں ہیں۔ نہایت ہی امن پسند تھے۔ اور بڑے راستباز اور پارسا تھے۔ اگر یہ سب لوگ امن پسند ہیں تو وہ لوگ بھی جنہوں نے نیکی و تقوی کو بالائے طاق رکھ کر ہم سے تنخواہیں لیں۔ اور ہمارے خلاف مضامین بھی مولوی کہلا کر احمدیت کے بیخ کن کر کے لوگوں کو ورغلایا۔ اور پھر ان کو کہا۔ کہ دیکھو کسی کو بتانا نہیں تا کوئی اس زہر کا ازالہ نہ کر دے۔ جو ہم تم کو پلا رہے ہیں۔ امن پسند کہلا سکتے ہیں۔

ہمارا سلوک

پھر لکھتا ہے "کہ ہمارے ایسی پاامن راہ اختیار کرنے کے باوجود ہم سے ارباب قادیان نے ناجائز سلوک کیا" بچپن میں ایک قصہ سنا کرتے تھے۔ کہ ایک بیوقوف بادشاہ تھا۔ اس نے کہا۔ کہ میں تو اپنی لڑکی کا رشتہ اس شخص سے کرونگا جو آسمان سے گرے گا۔ اتفاق سے بگولا جو آیا۔ تو اس نے ایک پہاڑی آدمی کو جنگل سے اٹھا کر وہاں لا پھینکا لوگوں نے بادشاہ کو اطلاع دی۔ اس نے کہا یہ آسمان سے گرا ہے۔ اور اپنی لڑکی کی شادی اس سے کردی۔ وہ بیچارہ زمین پر لیٹ رہنے والا۔ جوار کی روٹی کھا کر گذارہ کرنے والا۔ اگر وہ بھی مہیا نہ ہو۔ تو درختوں کے پھل وغیرہ پر زندگی بسر کرنے والا تھا اس کے لئے شاہی محل میں رہنا مصیبت ہو گئی۔ جب وہ واپس گھر آیا۔ تو ماں نے کہا۔ بیٹا تیرا کیا حال رہا۔ اس نے کہا۔ اے ماں وہاں میرے نیچے بھی روئی بچھا دیتے تھے۔ اوپر بھی روئی اڑھا دیتے تھے اوپر سے خوب تھپکتے تھے۔ (یعنی لحافوں اور توشکوں میں لٹا کر اوپر سے دباتے تھے) اے ماں میں تب بھی نہیں مرا۔ اس پر ماں چیخ مار کر روتی اور کہتی۔ کہ اے لڑکے تجھ پر یہ مصائب آئے۔ اسی طرح اس لڑکے نے پلاؤ کے متعلق شکایت کی۔ کہ کھانے کو مجھے کیڑے دیتے تھے۔ مگر میں پھر بھی نہ مرا۔ وہی مثال ان کی ہے اتنے احسانات کے ہوتے ہوئے ایسے بے شرم نکلے کہ ہمارے ہو کر ہمارے کہلا کر ہم سے کھا کر ہم پر ہی حملہ شروع کر دیا۔ اور پھر شکایت کرتے ہو۔ کہ ہم سے بلا وجہ بدسلوکی کی گئی۔ بلا وجہ کا نکتہ ستم ظریفی تو آپ ہی ظاہر ہے۔ ظلم یہ بیان کئے ہیں۔ کہ ہم سے تمسخر کیا گیا۔ لیکن یہ نہیں لکھا۔ کہ کیا تمسخر کیا گیا۔ طرز سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ تحقیق کے وقت جو سوالات کئے گئے ہیں۔ ان کا نام تمسخر رکھا گیا ہے۔ اگر تحقیق تمسخر ہے تو سنجیدگی کس چیز کا نام ہے۔ پھر لکھا ہے۔ کہ غیظ و غضب کی نظریں ہم پر ڈالی گئیں۔ نظروں کا اندازہ لگانا تو ایک مشکل امر ہے۔ لیکن اگر مذکورہ بالا افعال پر لوگوں کو غضب آیا۔ تو اس میں برائی کی کونسی بات ہے۔ پھر لکھا ہے۔ کہ ہم پر آوازے کسے گئے۔ یہ بھی ایک مہمل فقرہ ہے۔ اور صرف حقیقت کو مٹانے کے لئے ہے۔ کس نے آوازے کسے اور کیونکر کسے ہمیں تو جہاں تک معلوم ہے۔ ایسا بالکل نہیں کیا گیا۔ پھر لکھا ہے۔ کہ گلیوں میں چلنے پھرنے سے ہمیں روکا گیا۔ یہ بھی بالکل افترا ہے۔ کسی نے ان لوگوں کو گلیوں میں چلنے پھرنے سے نہیں روکا۔ آپ لوگ جو سامنے بیٹھے ہیں۔ جانتے ہیں کہ یہ بالکل جھوٹ ہے۔

پھر لکھا ہے۔ کہ ڈنڈوں والے بھیجے گئے جو ہمیں ادھر سے ادھر لے گئے۔ یہ عجیب خلاف شرم اور حیا سوز بیان ہے۔ اور احسان فراموشی کا ایک حیرت انگیز نمونہ ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ مجلس شوریٰ کے وقت مولوی رحیم بخش صاحب نے ایک رقعہ مجھے دیا۔ جو مہر محمد خاں کا تھا۔ اور میر محمد اسحاق صاحب کے نام تھا۔ اس میں یہ خواہش کی گئی تھی۔ کہ مجھ تک وہ معاملہ پہنچا دیا جائے۔ اس رقعہ کا مضمون یہ تھا۔ کہ محفوظ الحق صاحب کو اپنی بیوی کے بعض رشتہ داروں کی طرف سے خطرہ ہے۔ کہ وہ فساد نہ کریں۔ چونکہ ایسے موقعہ پر طبائع میں اشتعال کا پیدا ہو جانا طبعی امر ہے۔ مجھے خطرہ ہوا۔ کہ کہیں ایسا ہی نہ ہو جائے۔ تو یہ لوگ ایک تھپیڑ کو قتل کے نام سے منسوب کر دینگے۔ میں نے اس وقت مولوی رحیم بخش صاحب کو مقرر کیا۔ کہ میاں بشیر احمد صاحب کو کہیں۔ کہ فوراً ان لوگوں کو سمجھا دیں اور ایسا پہرے کا انتظام کرا دیں کہ کوئی ان کو کچھ کہے نہیں۔ انہوں نے محمد امین خانصاحب بخارائی اور چند اور آدمیوں کو مقرر کر دیا۔ چونکہ مولوی محفوظ الحق نے جانا تھا۔ وہ اس کے ساتھ ہو کر یکہ تک سوار کرا آئے۔ تا ان کا کوئی رشتہ دار ان کے ساتھ جھگڑے نہیں۔ اور یہ لوگ ان کا بوجھل اسباب بھی اٹھا کر لے گئے۔ اس احسان کا نام اس حفاظت کا نام اس شخص نے یہ رکھا ہے۔ کہ ڈنڈے والے ہمیں ادھر سے ادھر لے گئے۔ کیا یہ شرمناک احسان فراموشی نہیں۔ کیا ڈنڈے والے جو ادھر سے ادھر پہنچانے کے لئے مقرر کئے جاتے ہیں۔ وہ اسباب بھی اٹھا کر چھوڑ آتے ہیں۔ اور کیا وہ اس طرح چپکے سے نکل جانے دیا کرتے ہیں۔

بائیکاٹ کا افترا

پھر کہتا ہے "ہر طرح ہمیں بائیکاٹ کیا گیا" یہ محض افترا ہے ہم نے صرف بات کرنے سے روکا تھا۔ اور یہ کوئی نئی بات نہیں۔ بہاء اللہ نے تو دو دو سال تک بات کرنی ترک کر دی تھی ہم نے اگر ترک کر دی۔ تو کونسا ظلم کیا؟ ہمارا حق تھا۔ کہ ہم تم جیسے خائن اور منافق سے یہ سلوک کرتے۔ ہمارا فرض تھا۔ کہ ہم تم کو سزا دیتے۔ اور جب تم جماعت سے نکل گئے۔ تو اس کے علاوہ اور کیا سزا ہو سکتی تھی۔ کہ احباب کو بات کرنے سے روک دیا جائے۔ اور یہ بات کہ ہر طرح بائیکاٹ کیا گیا۔ محض افترا ہے۔ کھانے پینے کی چیزوں کے متعلق مجھ سے سوال کیا گیا۔ کہ ان کو دیں یا نہ دیں۔ میں نے کہا۔ ضرور دو۔ یہ ظلم ہو گا۔ اگر ہم ضروریات زندگی ان کے لئے مہیا نہ کریں۔ جب تک وہ یہاں ہیں۔ ان کا انتظام کرو۔ ورنہ ہم میں اور غیر احمدیوں میں کیا فرق رہ جائے گا۔ اور ایسا کیا گیا۔ لیکن پھر بھی یہ کہنا۔ کہ ہمیں ہر طرح بائیکاٹ کیا گیا۔ بالکل جھوٹ نہیں۔ تو اور کیا ہے۔

پھر لکھتا ہے "چلتے وقت ہمیں اپنے گھر والوں سے بھی نہ ملنے دیا گیا" اس ڈھٹائی پر تعجب آتا ہے۔ وہ لکھتا ہے۔ کہ مجھے اپنے گھر والوں سے ملنے نہ دیا گیا مگر اسے شرم نہیں آتی۔ کہ اس نے میرے مریدوں کو ورغلایا۔ اور ان کو کہا۔ کہ اس کے آگے اپنے شک نہ پیش کرنا۔ مرید کا تعلق تو بیوی سے زیادہ ہوتا ہے۔ پھر اس کا کیا حق ہے کہ کہے گھر والوں سے ملنے نہ دیا گیا اس نے تو زہر کھلایا۔ اور کہا۔ کہ طبیب کے پاس نہ جانا تا کہیں وہ تریاق سے اس کا اثر دور نہ کر دے۔ اس نے دھوکہ دے کر اپنے آپ کو احمدی ظاہر کر کے احمدی لڑکی سے شادی کی۔ کیا اب بھی وہ اپنا حق سمجھتا ہے کہ اسے اس سے ملنے دیا جاوے۔ پھر ہم نے تو اسے نہیں روکا۔ اس کے والدین نے چاہا۔ کہ وہ کچھ عرصہ یہاں ہمارے پاس ٹھہرے۔ اور بہاء اللہ کے دین کی

تعلیم اسے معلوم ہو جائے۔ پھر بعد میں اس کی جو مرضی ہو کرے۔

ہم میں اور غیر احمدیوں میں فرق

پھر کہتا ہے "کسی غیر احمدی کے احمدی ہو جانے پر لوگ جب ایسے ہی معاملات عمل میں لاتے ہیں۔ تو ارباب قادیان چیخ پڑتے ہیں"۔ اول تو غیر احمدی ہم سے وہ سلوک نہیں کرتے جو ہم نے کیا ہے۔ دوم ہم اس لئے ان سے تنخواہیں نہیں لیتے۔ اور ان کے مذہب کی اشاعت کا عہد کر کے غداری سے اپنے عقائد نہیں پھیلاتے۔ ہم ان کے مبلغ بن کر ان کی ملازمت کر کے خفیہ تبلیغ نہیں کرتے۔ اور خیانت اور بددیانتی سے پیش نہیں آتے۔ باوجودیکہ ایسا نہیں ہوتا پھر بھی جب ہم تبلیغ کرتے ہیں۔ علی الاعلان کرتے ہیں۔ اور دوسروں کے مقابل پر کرتے ہیں۔ اور دیکھو جو ہم سے بیعت کرنا چاہتا ہے۔ اسے کہتے ہیں۔ ابھی ٹھہرو۔ اور سمجھو۔ اور لوگوں سے پوچھو۔ تا کہ بعد میں ٹھوکر نہ کھاؤ۔

پوچھنے کا موقع

پھر لکھتا ہے "عجیب تر یہ کہ جناب میاں صاحب نے اپنے مریدوں میں کہا۔ کہ تین روز تک یہ لوگ مجھ سے جو چاہیں دریافت کر سکتے ہیں۔ لیکن ہمیں کوئی باقاعدہ اطلاع نہیں دی گئی"۔ یہ بالکل افترا ہے کہ میں نے کوئی ایسا اعلان کیا تھا۔ جس وقت ان کے فیصلہ کی تجویز ہوئی۔ تو میری یہی رائے تھی۔ کہ ان کو مہلت دی جائے تا اگر وہ کچھ پوچھنا چاہیں تو پوچھ لیں۔ مگر دوستوں نے کہا۔ کہ ہم اس وقت ان کے مقدمہ کا فیصلہ کرنے کے لئے بیٹھے ہیں۔ اور ان کے لئے سزا تجویز کرنی ہے ان کو موقعہ دینا یا نہ دینا اس کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ ہاں اگر وہ درخواست کریں۔ تو پھر ان کے لئے کوئی آدمی مقرر کر دیا جائے۔ ان کی یہ دلیل عقلاً درست تھی۔ اس لئے میں نے ان کی رائے کو تسلیم کیا۔ یہ تو محفوظ الحق اور اس دنا کے متعلق تھا۔ مہر محمد خاں کو بلا کر کہا گیا۔ کہ اگر کچھ پوچھنا ہو۔ تو پوچھ لو۔ اس نے کہا مجھے پوچھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ میری پوری طرح تسلی ہو چکی ہے۔

کیا مہر محمد خاں بالکل ساکت ہو گیا تھا۔ اس نے جا کر ان کو نہ کہا ہو گا۔ اگر کہا ہو گا۔ تو یہ کیا جھوٹ ہے۔ کہ ہم کو موقع نہیں دیا گیا۔ جب ان میں سے ایک کو بلا کر کہا گیا۔ کہ ہم آدمی مقرر کر سکتے ہیں۔ لیکن اس نے انکار کیا۔ اور سمجھنا نہ چاہا۔ تو یہ کہنا کہ ہمیں موقع نہیں دیا گیا کب درست ہو سکتا ہے۔ مہر محمد خاں کو مجلس فیصلہ میں بلا کر جب پوچھا گیا۔ کہ کچھ پوچھنا ہے تو اس نے کہا کہ میری پوری تسلی ہو گئی ہے۔ کہا گیا کہ بعض دفعہ انسان کو فیصلہ میں غلطی لگ جاتی ہے پوچھنے کا فائدہ ہو جاتا ہے۔ اس نے کہا مجھے ہرگز پوچھنے کی حاجت نہیں۔ میں نے جو فیصلہ کیا ہے وہ درست ہے۔

مگر باوجود اس کے کہا جاتا ہے کہ ہمیں بتایا نہیں گیا۔ اور کونسا طریق ہے جس سے ان کو بتایا جاتا جو فیصلہ سنایا گیا تھا وہ تو سزا کے متعلق تھا۔ اگر انہوں نے کچھ پوچھنا تھا۔ تو خود کہتے اگر ہم انکار کرتے تو یہ کہنے کا حق تھا۔ کہ ہمیں موقعہ نہیں دیا گیا۔ یہ ان کا کام تھا۔ نہ کہ ہمارا۔ یہ خط شروع سے اخیر تک تمام کا تمام جھوٹ ہی جھوٹ ہے۔

خفیہ سوسائٹیوں کی ایک چالبازی

پھر لکھا ہے "قادیانی گروہ میں کئی دوسرے لوگ بھی اسی رنگ میں رنگے جا چکے ہیں"۔ یہ بھی محض فریب اور جھوٹ ہے جو ان کے اثر کے نیچے تھے۔ وہ ہمیں معلوم ہیں خفیہ سوسائٹیاں بھائی کو بھائی پر شک و شبہ میں ڈالنے کے لئے ہمیشہ ایسا ہی کہا کرتی ہیں۔ پیغامی ہمیشہ کہتے رہے ہیں۔ کہ قادیان کے بڑے بڑے لوگ ہمارے ساتھ ہیں۔ خاندان نبوت کے ایک شخص نے ہمارے پاس وصیت کی ہے۔ اسی طرح یہ کہ قادیان کے کئی لوگ ہمارے ساتھ ہیں۔ تا کہ ہر ایک کو دوسرے پر شبہ ہو جائے۔ انسان فوراً بدظنی کی طرف جھک جاتا ہے اسے معلوم نہیں ہوتا۔ کہ دشمن کا اس سے کیا مطلب ہے۔ اور اس نے کونسا مدعا مدنظر رکھا ہے۔ بھلا اگر قادیان کے علماء یا دوسرے لوگ پیغامی ہیں تو کونسی چیز ہے جو ان کو اس کے اظہار سے روکتی ہے۔ اور چھپانے پر مجبور کرتی ہے۔ سارے لوگ منافق نہیں ہوتے۔ اگر کچھ منافق ہوتے ہیں۔ تو کچھ دلیر بھی ہوتے ہیں۔ ایسے سارے بزدل ہی نہیں ہوتے۔ کیا بہائیت کوئی ایسی چیز ہے جو انسان کو پرلے درجہ کا منافق بنا دیتی ہے۔ اور چوروں۔ ڈاکوؤں۔ زہر کھلانے والوں کی طرح کا امن پسند بنا دیتی ہے۔ ایسا لکھنے سے ان کی غرض یہ ہے کہ ہر ایک کو دوسروں پر شبہ ہو جائے۔ اور محبت قطع ہو جائے۔ اور تعلقات ٹوٹ جائیں۔ حالانکہ یہ بات محض جھوٹ ہے۔

ترک حق کا نتیجہ

غرض اس خط کے پڑھنے سے مجھے نہایت تعجب ہوا کہ حق کو چھوڑتے ہی انسان کس طرح جھوٹ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ حفاظت کا نام رکھتا ہے۔ ڈھنڈورے والے ادھر سے ادھر لے جاتے تھے۔ خود بلا کر موقع دیا جاتا ہے مگر کہا جاتا ہے کہ کوئی موقعہ نہیں دیا گیا۔ مولوی فضل الدین صاحب نے آ کر مجھ سے پوچھا۔ کہ محفوظ الحق کہتا ہے ہمارے لئے تین دن پوچھنے کی اجازت کا اعلان ہوا ہے۔ میں نے کہا۔ کہ نہیں ایسا کوئی اعلان نہیں ہوا۔ ہاں فیصلہ کی کمیٹی میں یہ ذکر ہوا تھا۔ مگر فیصلہ یہ ہوا کہ سمجھنا ہو تو وہ خود درخواست دیں۔ اب اگر وہ کچھ پوچھنا چاہتا ہے تو درخواست دینے پر کوئی آدمی مقرر کیا جا سکتا ہے۔ لیکن دیکھو قادیان میں وہ خود پوچھواتا ہے۔ کہ کیا اعلان ہوا ہے مگر باہر جا کر یہ شائع کرتا ہے کہ ایسا کہا گیا۔ مگر ہمیں اطلاع نہیں دی گئی۔ الغرض شروع سے لیکر آخر تک منافقت کا پہلو ہی اختیار کیا گیا ہے۔

پھر عقائد میں سے ایسے عقائد ظاہر کئے اور ایسی طرز سے ظاہر کئے گئے کہ جس سے دوسروں کو معلوم ہو کہ یہ تو ظلم اور دھوکہ میں نکالدئے گئے ہیں۔ یہ تو بڑے اعلیٰ اخلاق والے ہیں۔ دنیا میں امن و عافیت کے حامی ہیں۔

اصل غرض اس تحریک کی یہ ہے کہ اب خفیہ کوشش کے لئے غیر احمدیوں یا غیر مبایعین میں کوئی میدان تلاش کیا جائے۔ اور اس طرح اپنی تبلیغ کی جائے۔ مگر جھوٹ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ جھوٹ کی بھی حد ہوتی ہے۔ گزشتہ زمانوں میں باطنیوں اور قرامطہ کی قومیں گزری ہیں۔ مگر آخر تباہ ہوئیں۔

سچ اور جھوٹ میں فرق

سچ اور جھوٹ میں یہ فرق ہوتا ہے کہ صداقت سچ کے ساتھ پھیلتی ہے۔ اور جھوٹ جھوٹ کے ساتھ۔ باطل پرست قومیں ہی جھوٹ کی محتاج ہوتی ہیں۔ دیکھو ہماری ہر جگہ مخالفت ہوتی ہے۔ مگر ہم علی الاعلان تبلیغ کرتے ہیں۔ یہ نہیں۔ کہ ان کے اندر خفیہ داخل ہو جائیں اور ان کے ہی عقائد ظاہر کریں۔ اور جھوٹ بول کر اپنے مذہب کی اشاعت کریں۔

ہم علی الاعلان مقابلہ کرتے ہیں

ہم اسلام کے پابند ہیں۔ اور آنحضرت صلعم کا قاعدہ کفار کو رات کو حملہ نہیں کرتے تھے بلکہ صبح کی نماز کے بعد حملہ کرتے تھے۔ اسی طرح ہم بھی اپنے دشمن پر دن کو حملہ کرتے ہیں۔ اور لڑتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اے سجادہ نشینو! علماء پنڈتو! پادریو! آؤ مقابلہ کر لو ہم تمہارے گھر پر حملہ کرنے لگے ہیں۔ مگر یہ لوگ چور کی طرح قیام امن کی کوشش کرنے کے بہانے شبخون اور ڈاکہ مارتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان میں مقابلہ کی طاقت نہیں۔ علی الاعلان سامنے کھڑے نہیں ہو سکتے یہ وہ فرق ہے۔ جو سچ کو جھوٹ سے بالکل ممتاز کر دیتا ہے۔ مگر بہت کم ہیں جو اس بات کو سمجھتے ہیں۔ تاہم وہ دن آوینگے کہ جن لوگوں نے اسلام کو تنگ اور تاریک خیالات کا مجموعہ سمجھ رکھا ہے۔ ان کی غلطی ان پر واضح ہو جائیگی۔ اور قرآن پر تنگ ظرفی کا الزام دینے والوں کی آنکھیں کھل جائیں گی۔ قرآن وسیع تعلیم دیتا ہے آئندہ دنیا کی ضروریات کو صرف اور صرف قرآن ہی پورا کر سکتا ہے۔ باقی سب خیالات تنگ ناؤ کی مانند ہیں۔ جو جلد سٹ جائینگے۔

محلہ دارالرحمت قادیان میں ایک پختہ مکان قابل فروخت ہے

محلہ دارالرحمت میں ایک پختہ مکان قابل فروخت ہے قیمت تین ہزار روپیہ مقرر ہے۔ اور یہی اصل لاگت ہے۔ کوائف مکان یہ ہیں۔ رقبہ ۱۶ مرلے۔ درمیان میں دو کمرے قریباً اٹھارہ اٹھارہ فٹ لمبے۔ ان کے دونو طرف دو کوٹھریاں دس دس فٹ کی۔ کمروں کے سامنے برآمدہ ۳۰×۶ فٹ کا صحن کے ایک کونے میں گائے۔ بھینس وغیرہ کیلئے ایک کمرہ اور ایک برآمدہ۔ دوسری طرف پاخانہ۔ ایک کوٹھری کے ساتھ ایک باورچی خانہ اور غسل خانہ صحن کی ایک دیوار کے ساتھ ایک پختہ کنواں جس کا نصف حصہ ساتھ والے ہمسایہ کے مکان میں ہے۔ جو کہ ٹیں میں نصف کا شریک ہے۔ رہائشی کمرے جانب شمال ہیں۔ اور صحن ان کے سامنے جنوب کی طرف ہے۔ چھت پر جانے کے لئے پختہ سیڑھیاں ہیں۔ مکان کے دو طرف یعنی جانب شرق و شمال گلی ہے۔ باقی دو طرف مولوی فضل الدین صاحب وکیل اور بھائی شیخ عبدالرحیم صاحب کے مکانات ہیں۔ قیمت نقد وصول کی جاوے گی۔ فقط:۔ والسلام

(صاحبزادہ) مرزا البشیر احمد قادیان

تین رشتوں کی ضرورت ہے

تحصیل شکر گڑھ میں ایک کنبہ میں تین رشتوں کی ضرورت ہے۔ لوہار ترکھان قوم کے افراد کیلئے اچھا موقعہ ہے۔ آمدنی معقول رکھتے ہیں۔ علاوہ اپنے خاص کام کے ٹھیکہ پر زمین لے کر کاشتکاری بھی کرتے ہیں۔ ضرورتمند احباب باقی امور کے متعلق پتہ ذیل پر خط و کتابت کریں:۔

غلام احمد مولوی فاضل بدوملہوی مبلغ شکر گڑھ خاص ضلع گورداسپور

قادیان میں ایک زرعی چاہ قابل رہن ہے

قادیان میں ایک زرعی چاہ پختہ جس کے ساتھ ستائیس گھماؤں زمین ہے۔ جو مبلغ چار صد روپیہ سالانہ پر ٹھیکہ پر چڑھی ہوئی ہے۔ قابل رہن ہے زر رہن چار ہزار روپیہ نقد وصول کیا جائے گا۔ ۱۵ اپریل ۱۹۲۶ء سے قبل ساری رقم ادا کر دینے والے کو موجودہ فصل ربیع کا ٹھیکہ مبلغ دو صد روپیہ وصول کرنے کا حق حاصل ہو جائے گا۔ خواہشمند احباب خاکسار سے خط و کتابت فرماویں۔ والسلام

المشتہر

صاحبزادہ مرزا البشیر احمد قادیان

اکسیر لبدان گولیاں تیار ہو گئی ہیں

کیا آپ اپنی طاقت اور قوت محفوظ رکھنا چاہتے ہیں اور کمزور شدہ قویٰ کو مضبوط کرنا مقصود ہے۔ اور کمر درد کی تکلیف سے امن میں رکھ کر دل بدن مضبوط کرنے کی خواہش ہے۔ اگر اپنی قوت کو ترقی دینی ہو۔ تو اکسیر لبدان گولیاں استعمال فرماویں۔ انشاء اللہ سب طاقتوں کو مفید و بابرکت ہونگی۔

قیمت پچاس گولی ۳ روپیہ

المشتہر

عبدالرحمٰن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان ضلع گورداسپور

طبی معلومات میں حیرت انگیز اضافہ

آئیں کدھر ہیں آج قدرداں کمال کے
کاغذ پر رکھ دیا ہے کلیجہ نکال کے

ناظرین ع الاتمکین۔ قضاء کا تو علاج نہیں۔ اور نہ حیات و ممات کا خالق عالم کے سوا دوسرے کے قبضہ قدرت میں ہے۔ لیکن بقائے صحت و زندگی کیلئے ادویات کا استعمال ضروری ہے۔ انسان کا خاصہ ہے۔ کہ کبھی بیمار کبھی تندرست اسلئے ہر ایک شخص حصول صحت و بقائے تندرستی کی خاطر ہمیشہ اسکا متلاشی ہے۔ کہ کوئی اکسیر نسخہ ملجائے تو مشکلات حل ہو جاویں اور زمانے کی نئی رفتار اور روشنی بھی اسبات پر مجبور کرتی ہے کہ طب یونانی کے وقار و شہرت اور بقا کی خاطر اسکے کرشموں کا اظہار کیا جائے۔ اور نیز زمانے میں ایسے لوگوں کی کثیر جماعت نظر آ رہی ہے۔ جو اسبات کی متلاشی ہے۔ کہ اگر کامل مجربات دستیاب ہو جاویں۔ تو عطائیوں کے ہاتھوں سے بچ جاویں ان خیالات کو مدنظر رکھ کر بندہ نے کمال جستجو اور بر سوں کی محنت شاقہ کے بعد بفضل خدا مجربات نورانی یعنی طب الفضل چار سو صفحہ کی تالیف کی ہے جسمیں انسانی جسم کی تمام مرض نئی پرانی پیچیدہ داخلی خارجی بیماریوں کی مجربات مجرب المجرب ہزاروں نسخہ جات صدری خفیہ درج کئے ہیں یعنی طب تمام یونانی کا لب لباب و سرمایہ حیات و متاع زندگی کا نچوڑ لیکر دریا کوزے میں بند کر دیا ہے۔ اس مجربات کے بیان کردہ قواعد پر عمل کر کے انسانی دینی و دنیاوی زندگی کی کایا پلٹ جاتی ہے۔ انسان ہمیشہ تندرست چست و چالاک رہتا ہے۔ اسبات کو دنیا نے مانا ہوا ہے۔ کہ یونانی علاج معالجہ سے سراسر فائدہ ہے۔ نقصان کا احتمال نہیں۔ بلکہ طب یونانی جملہ علوم و فنون کی سردار ہے۔ تمام ماہرین یعنی ڈاکٹر وید ہومیوپیتھک وغیرہ اس خرمن کے خوشہ چیں ہیں۔ ایسے کامل مجربات کی ایک جلد منگوا کر ملاحظہ فرماویں۔ اگر آپ ہزاروں روپیہ خرچ کر ڈالیں تو دوسری جگہ ایسے مجربات نسخہ جات دستیاب نہیں ہو سکینگے۔ جو آج تھوڑے داموں اس کامل مجربات میں مل سکتے ہیں۔ قیمت فی جلد مجلد درجہ اوّل للعہ درجہ دوم ہے اور بلا جلد ۳ سے:۔

ملنے کا پتہ

حکیم نور محمد ولد حکیم مولوی فضل احمد مرحوم۔ مالک شفاخانہ مشیر صحت لاہور کشمیری بازار

مختصر خبریں

—— کان پور - کاٹن ملز کے کاریگروں کے درمیان اجرت اور بونس کے مسائل پر سخت تنازعہ ہوا - پولیس نے مجمع منتشر کرنے کی کوشش کی جو نہ ہوا - آخر ۱/۲ ۶ بجے شام پولیس نے مجسٹریٹ کے حکم سے گولی چلادی - گولی چلنے کے وقت کانگرس کے لیڈر بھی موجود تھے ۳ - ۴ - لاشیں اور ۴۲ مجروح ہسپتال لائے گئے -

—— ۵ - اپریل کو مسٹر آئس مونا گی مقدمہ کے متعلق زمیندار اخبار کا اپیل عدالت میں پیش ہوا - زمیندار کی طرف سے مسٹر فلیپ مارٹن بیرسٹر ایٹ لاء اور مسٹر ایم - اے - غنی بیرسٹر ایٹ لا مقدمہ کی پیروی کر رہے تھے لیکن عدالت نے اپیل نامنظور کردیا - اور "زمیندار" کے خلاف پندرہ ہزار کی ڈگری بحال رہی - جو خرچ وغیرہ ڈال کر ۱۷ ہزار کے قریب ہے -

—— علی گڑھ کا ایک تار مظہر ہے - کہ وہاں خطبہ جمعہ میں خلیفہ کی بجائے مجلس ملیہ انگورہ کا نام لینا شروع کردیا گیا ہے -

—— مولانا وجاہت حسین صاحب وجاہت جھنجھانوی سابق مدیر زمیندار و سیاست اپنے وطن میں فوت ہوگئے ہیں -

—— ایک ٹرکی ہوائی وفد انگلستان پہنچا ہے - جو ہوائی ترقیوں سول اور فوجی نظم و نسق کا معائنہ کر رہا ہے

—— ایک جہاز پر آتشزدگی کے متعلق شائع ہوا ہے کہ ۱۲۰۰ سو حاجی اور کئی ایک برطانی مسافر برطانی جہاز فرنگستان پر سوار تھے - جو بمبئی سے چلا تھا - جب یہ جہاز جدہ سے دو سو میل کے فاصلہ پر رہ گیا - تو آتشزدگی واقع ہوئی - کپتان جہاز نے بندرگاہ سوڈان کو پیغامات روانہ کئے جن میں دخانی جہاز تنگستان کو فوراً امداد کیلئے بھیجنے کا مطالبہ کیا - اسی اثنا میں حاجی اور مسافر ایک اور جہاز میں خیریت کے ساتھ منتقل ہوگئے - اور جہاز انہیں لیکر بندرگاہ سوڈان کو روانہ ہوگیا - فرنگستان کے کپتان نے اپنے جہاز کے ساتھ بندرگاہ سوڈان میں پہنچنے کی کوشش کی - لیکن جلدی ہی جہاز کا اگلا حصہ بھٹی کی طرح مشتعل ہوگیا - اور کپتان نے تنگستان کو لاسلکی پیغام بھیجا - تاکہ جہاز مذکور حتی الامکان سرعت اور تیز رفتاری کے ساتھ کپتان کی امداد کو پہونچے تنگستان کے پہونچنے سے پیشتر حالت ایسی نازک ہوگئی کہ "فرنگستان" کے ملاحوں کو جہاز کے چھوڑ دینے کا حکم دیا گیا - مگر کپتان تختہ جہاز پر رہا - یہاں تک کہ عملاً تمام جہاز آگ سے مشتعل ہوگیا -

—— ڈائرکٹر پبلک ہیلتھ پنجاب کی رپورٹ مظہر ہے - کہ سنہ ۱۹۱۸ء کے بعد سے اس سال طاعون کا بہت زور ہے - اندازہ ہے کو مارچ سنہ ۱۹۲۴ء میں ۲۵ ہزار اموات ہوئیں - ان دنوں اضلاع رہتک سیالکوٹ - گوجرانوالہ - کرنال - گجرات - لاہور گڑگانواں جہلم شیخوپورہ - لائل پور - شاہ پور میں طاعون بہت سخت ہے -

—— اکالیوں کا تیسرا جتھا جو جیتو پہنچا اسے باامن گرفتار کرلیا گیا -

—— اخبار انگلشمین کو یہ بیان کرنے کا اختیار دیا گیا ہے - کہ کلکتہ کی اس اطلاع کا کوئی ثبوت نہیں - کہ حکومت برطانیہ نے ہندوستان کے انتہا پسندوں کے نمائندوں کو لندن آنے کی دعوت دی ہے -

—— مسودہ قانون بے دخلی کرایہ داران ایوکشن بل پر حکومت کو ۲۲۱ و ۲۱۲ کی نسبت سے شکست ہوئی

—— مسٹر بدرالحسن صاحب ایڈیٹر مدینہ کو زیر دفعہ ۱۲۴ الف گرفتار کرلیا گیا -

—— سول سکرٹریٹ پنجاب کے دفاتر کی وہ شاخیں اور محکمے جو گورنر باجلاس کونسل کے ساتھ شملے قایم رہتے ہیں - ۷ رمئی کو لاہور میں بند ہوجائیں گے - اور ۱۲ رمئی کو شملہ کھلیں گے -

—— رجسٹرار صاحب پنجاب یونیورسٹی اطلاع دیتے ہیں - کہ ایم - ایس - سی اور باٹنی زیالوجی اور سنسکرت کے انٹر کے امتحان ۱۷ - اپریل سنہ ۱۹۲۴ء کی صبح سات بجے شروع ہونگے - باقی امتحانات ذیل کی تاریخوں پر ہونگے - ایف - اے - بی - اے - بی - ایس سی - ایم - اے ۱۲ رمئی سنہ ۱۹۲۴ء کو - ایگریکلچرل کیمسٹری سنہ ۱۹۲۴ء - کورس ۵ رمئی سنہ ۱۹۲۴ء - اورینٹل خطابات ۲ جون سنہ ۱۹۲۴ء - دیسی زبانیں ۹ رجون سنہ ۱۹۲۴ء میڈیکل پہلا اور دوسرا پرومیشن امتحان ۱۹ رمئی سنہ ۱۹۲۴ء لا رکالج کے امتحان ۴ جون سنہ ۱۹۲۴ء ❊

—— آغا محمد صفدر صاحب اپنی مدت قید پورا کرنے کے بعد رہا ہوگئے -

—— ناگپور - مقامی اخبارات پشگوئی کر رہے ہیں - کہ عنقریب مجلس وضع قوانین توڑ دی جائیگی -

—— برمنگھم میں ۷ اپریل بین الاقوامی مسیحی کانفرنس کا افتتاح ہوا - ملک معظم اور وزیر اعظم کی طرف سے پیغامات سنائے گئے - جس میں کانفرنس کے اغراض اور مقاصد سے ہمدردی کی گئی تھی - اس کانفرنس کی تیاریاں تین سال سے ہو رہی تھی -

—— گورنمنٹ کے پبلک ہیلتھ کمشنر کے ایک گذشتہ اعلان سے ظاہر ہوتا ہے - کہ سنہ ۱۹۱۳ء تک ہندوستان میں ایک کروڑ سات لاکھ ۶۷ ہزار ۶ سو ۱۶ لوگ پلیگ سے مرے -

—— کراچی سے چار سو چھتیس ۴۳۶ حاجیوں کا پہلا قافلہ کے کر شجاع جہاز مکہ روانہ ہوا -

—— خلافت کمیٹی رقمطراز ہے - کہ سید حسرت موہانی جیل میں فاقہ کشی کر رہے ہیں ❊

—— انگلستان میں امریکہ کے لاسلکی بیانات سننے والوں کو ٹک ٹک کی آواز سنائی دی - ان کو بعد میں تبایا گیا - کہ یہ ایک آدمی کے قلب کی حرکت کی آواز تھی - جو پٹسبرگ سے بھیجی جا رہی تھی -

—— خبر شائع ہوئی ہے - کہ شریمتی سرلا دیوی (اہلیہ پنڈت رام بھجدت) پنجاب سے کلکتہ چلی گئی ہیں - اور بنگالی ماہواری رسالہ "بھارتی" کی ادارت اختیار کریں گی ❊

—— ننکانہ صاحب میں ایک اوداسی مہنت کو اکالیوں نے قتل کردیا ہے ❊

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس میں چھپ کر شائع ہوا)